آیات الاحکام میں امثال کی حیثیت

(آخری قسط)

سید محمد علی ایازی
مترجم: حسین نواز

امثال قرآن کی ایک اور قسم جس کا آغاز میں ہم نے ذکر کیا ہے، امثال مرسلہ ہیں۔ اس قسم میں، اکثر قرآنی آیات شامل ہوتی ہیں۔ علوم قرآن کی کُتب میں ایسی عبارات کو قائم مقام امثال سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی یہ مَثَل کی تمام خصوصیات نہیں رکھتیں بلکہ بعض خصوصیات کی حامل ہوتیں ہیں بعض اوقات یہ جملے خبری صورت میں آئے ہیں جیسے

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (بقره، ۲ /۱۸۵)

"خدا تمہارے بارے میں آسانی چاہتا ہے زحمت نہیں چاہتا"

اِنَّ الظَّنَّ لاَ يُغْنِى مِنَ الْحَقِّ شَيْئاً (يونس ۱۰ /۳۶)

"بے شک، گمان حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا"

لَيسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (نور ۲۴ /۶۱)

"نابینا کے لئے کوئی حرج نہیں ہے"

وَاِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (انفال ۸ /۶۱)

"اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی جھک جاؤ"

بعض اوقات ایسے جملے انشائی صورت میں بیان ہوئے ہیں جیسے :

وَلاَ تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (بقره ۲ /۱۹۵)

"اور اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالو"

لاَ یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلاَّ وُسْعَھَا (بقرہ ۲/۲۱۶)

"خدا کسی کو اس کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا"

وَلاَ تزرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (انعام، ۱۶۴/۶)

"اور کوئی نفس دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا"

لاَ یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہ بِاللَّغْوِ فِی اَیمٰانِکُمْ (مائدہ ۸۹/۵)

"خدا تم سے بے مقصد قسمیں کھانے پر مواخذہ نہیں کرتا ہے"

لہذا قطع نظر اس کے کہ کسی عبارت سے، جو قبل وبعد سے منقطع ہو، فقہی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ نہیں (۴۶)۔ اس نوع کی آیات، امثالِ قرآن والی مشکل سے مُبرا ہیں۔ چونکہ ان کی دلالت اشارہ کے ساتھ اور بالواسطہ نہیں ہے اور تینوں طرح کے مدلولات (مطابقہ، تضمن، التزام) میں داخل ہے اسی وجہ سے مذاہب اسلامی کے فقہانے اس نوع کی آیات سے استدلال کیا ہے اور کسی نے اس پہلو سے اس کی تردید نہیں کی ہے۔

امثالِ قرآن سے تمسّک میں موانع: امثال قرآن یعنی وہ موارد جو تمثیلی اور تشبیہی پہلو رکھتے ہیں اُن سے احکام کے استنباط کے لئے استفادہ کرنے کے حوالے سے کچھ موانع پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ امثال قرآن کا لہجہ خبری اور توصیفی ہے اور یہ ھدایت وارشاد کا پہلو رکھتی ہیں لہذا انہیں قانون کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ احکام کا اسلوب بیان مشخص ہے۔ یعنی حکم ہمیں کسی کام کو انجام دینے کی ترغیب دلاتا ہے یا اس کام سے باز رکھتا ہے۔ اور بیان کی نوعیت بھی مضبوط اور منظم ہے۔ یعنی کسی چیز کو طلب کرتا ہے یا کسی بھی کام کے حوالے سے امر یا نہی کرتا ہے۔ حالانکہ امثالِ قرآن میں عموماً یہ خاصیت وجود نہیں رکھتی لہذا ان سے تمسک ممکن نہیں ہے۔

۲۔ شیعہ و سنی روایات میں قرآن کریم کے موضوعات کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ آیات میں قرآنی موضوعات کی پانچ اقسام کی گئی ہیں اور امثالِ قرآن کو، احکام قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس امثال کو کس طرح منبع و مرکز قرار دیا جاسکتا ہے؟ حالانکہ حلال اور حرام کو بھی امثال کی قسم قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً پیغمبر خداؐ سے یہ حدیث منقول ہے۔

" ان القرآن نزل علی خمسة اوجه، حلال وحرام و محکم و متشابه وامثال فاعملو ا

بالحلال واجتنبوا الحرام واتبعوا المحکم وآمنو بالمتشابه واعتبروا بالامثال" (٤٧)

۳۔ امثالِ قرآن کے پیغامات عموماً ان مسائل پر مشتمل ہیں جن کا حکم دوسری جگہ پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ایسا کوئی نکتہ نہیں ہے جو کہ قرآن وسنت کے تشریعی کلمات سے قابل استفادہ نہ ہو لہذا ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ امثالِ قرآن میں مستقل طور پر کوئی حکم بیان ہوا ہے۔ لہذا یہ بحث بے فائدہ ہے۔

اعتراضات کا جواب۔

پہلے شبہہ کے جواب میں چند نکات قابلِ توجہ ہیں۔

اولاً۔ تمام آیاتِ امثال کا لہجہ خبری نہیں ہے۔ بعض انشائی ہیں۔ جیسے

لاَ تَکُونُوا کَالَّتِی نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْکَاثاً (نحل ، ۹۲/۱۶)

اور خبردار اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنے دھاگہ کو مضبوط کاتنے کے بعد پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

لاَ تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُولَةً اِلَی عُنُقِکَ وَلاَ تَبْسُطْهَا کُلَّ الْبَسْطِ (اسراء، ۲۹/۱۷)

اور خبردار اپنے ہاتھوں کو گردنوں سے بندھا ہوا قرار نہ دو اور نہ ہی بالکل پھیلا دو۔

اور بعض دوسری آیات۔

ثانیاً کیا رسول خداؐ اور آئمہ اطہارؑ سے منقول روایات احکام اور آیات احکام سب کی سب انشائی لہجہ رکھتی ہیں؟ بلکہ اکثر اوقات یہ خبر ہوتی ہے لیکن حکم بیان کرتی ہیں اور استنتاج کرتی ہیں۔ اگرچہ استفہامیہ انداز میں ہو۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلاَّ الْاِحْسَانِ (الرحمن، ۶۰/۵۵)

کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ ہو سکتا ہے؟

هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُونَ وَالَّذِیْنَ لاَ یَعْلَمُونَ (زمر، ۹/۳۹)

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔

یا جملہ خبری شکل میں ہے۔ جیسے

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ (نور ، ۶۱/۲۴)

"نابینا کے لئے کوئی حرج نہیں ہے"

لاَ یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلاَّ مَنْ ظُلِمَ (نساء، ۱۴۸/۴)

اللہ تعالی مظلوم کے علاوہ کسی کی طرف سے بھی علی الاعلان برا کہنے کو پسند نہیں کرتا۔

اَلصُّلْحُ خَيْرٌ (نساء، ١٢٨/٤)

"صلح ہی بہتر ہے"

فقہاء نے ان سے استفادہ کیا ہے اور متعلقہ مقامات پر ان آیات سے استدلال کیا ہے پس لازم نہیں ہے کہ جملہ انشائی یا خبری ہر صورت میں بیان حکم کے مقام پر ہو۔

اگر جملۂ خبری توصیفی بھی ہو تب بھی کافی ہے۔ اصولی طور پر قرآن کا لہجہ، مسائل کو بیان کرنے میں، قانونی بیانات، حتی کہ روایات کے اندازِ بیان سے بھی مختلف ہے۔ لحن قرآن عموماً نذاری و تبشیری ہے۔ اور اس کے مدلولات کا ایک وسیع حصہ غیر مستقیم اور اشاروں میں ہے۔ (۴۸) ہم اس طریقہ کار کا مشاہدہ قصص قرآن میں بھی کرتے ہیں۔

ثالثاً۔ عذ الدین بن عباد السلام کے بقول مثل کا کسی فعل کی مدح یا ذم پر دلالت کرنا یا ثواب کا فرق بیان کرنا یا کسی عمل کی نسبت تحقیر یا بزرگی بیان کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی نظر میں یہ فعل محبوب یا مبغوض ہے۔ اور اس سے امر و نہی کا استفادہ ہوتا ہے۔ لہذا ضروری نہیں ہے کہ صراحت کے ساتھ وہ کوئی ذمہ داری بیان کرے۔ اگر غیر مستقیم طور پر بھی کسی کام کی مطلوبیت یا مذمومیت پر دلالت رکھتا ہو اور تمثیل کے ضمن میں آیا ہو تو ایسی صورت میں بھی احکام کے استنباط کیلئے قابل استفادہ ہے۔

البتہ ممکن ہے کہ ان میں سے بعض تمثیلوں کی احکام میں دلالت خاص زاویہ سے قابل بحث ہو۔ جس طرح غیر تمثیلی آیات جو کہ مدعا پر دلالت نہیں کرتی اور استنباط کے ضوابط اور تفسیر کے قواعد سے خارج ہیں مثلاً یہ کہ مفہوم وصف ہو یا آیت اطلاق نہ رکھتی ہو اور مقام بیان میں نہ ہو، اور حکمت کے مقدمات میں سے کسی ایک مقدمہ سے عاری ہو اس طرح کے دیگر مسائل، لیکن کُلی مسئلہ اپنی جگہ پر برقرار ہے۔ کیونکہ یہ مجادلہ اس بحث سے خارج ہے کہ کیا امثالِ قرآن سے حکم کا استنباط کیا جا سکتا ہے یا کہ نہیں؟

اس لحاظ سے امثال قرآن کے عنوان سے استنباط کے راستے میں کوئی مانع اور رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب

جو روایات قرآنی موضوعات کو پانچ اقسام میں تقسیم کرتی ہیں اور امثال کو حلال و حرام کی قسیم سمجھتی ہیں اُن کے بارے میں بھی یہ اعتراض قرآنی تمثیلات سے احکام کے استباط میں رکاوٹ اور مانع نہیں ہے۔ چونکہ انہیں روایات، میں محکم اور متشابہ کو حلال و حرام کی قسیم کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ باوجود اس کے کہ حلال و حرام میں بھی محکم و متشابہ ہوتے ہیں اور امثال میں بھی محکم و متشابہ موجود ہیں۔

آیات الاحکام کا ایک اہم حصہ محکمات قرآن ہیں اور اگر متشابہ ہوں تو قابل استدلال نہیں ہو سکتیں۔ متشابہات، محکمات کی مدد سے قابل استناد اور قابلِ تمسک ہیں۔ لہذا یہ استدلال قابلِ قبول نہیں ہے اور امثال سے حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا جاسکتا ہے اگرچہ وہ حلال و حرام کی واضح آیات کی طرح سے نہ ہوں۔

تیسرے اعتراض کا جواب

تیسرا اعتراض جو کہتا ہے کہ امثالِ قرآن سے استناد کی صحت کے بارے میں بحث کرنا بے فائدہ ہے۔

اولاً ایسا نہیں ہے کہ ہم امثالِ قرآن کے تمام مدلولات کو آیات احکام میں موجود پائیں اتفاقاً بعض آیات، جنکی مثال اس مضمون میں مذکور ہے ایسے نکات کو بیان کرتی ہیں جو دوسری آیات سے استفادہ نہیں ہو سکتے۔

ثانیاً بالفرض اگر یہ کہا جائے کہ امثالِ قرآن کوئی بنیادی نکتہ بیان نہیں کرتی تو کہا جاسکتا ہے کہ تمام آیاتِ احکام بھی تو بنیادی نہیں ہیں اور بعض اوقات تو عقلی دلالت یا سنت کے بیان سے استفادہ کیا جاتا ہے پھر بھی قرآن کا بیان مستقل طور پر حجت ہے۔

علاوہ ازیں کافی ہے کہ کسی حکم پر امثال کی دلالت حکم کیلئے معاون و مؤید کی حیثیت سے قرار پائے کہ جو کسی دوسری آیت میں آیا ہو یا سنت میں اس کی شرح و تفسیر بیان ہوئی ہو۔ اکثر اوقات تمثیل کا بیان، حکم کی خصوصیات کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ لہذا یہ بحث سود مند ثابت ہو سکتی ہے۔

مزید یہ کہ امثال قرآن کے بیان میں تربیتی اور اخلاقی نکات پوشیدہ ہوتے ہیں شاید دیگر بیانوں میں یہ خصوصیات موجود نہ ہوں۔

بنابریں مذکورہ خصوصیات کے پیش نظر امثال قرآن کو دو پہلوؤں سے مصادر احکام قرار دیا جاسکتا ہے اور دیگر آیات کی طرح ان سے بھی فقہی حکم کے استنباط کا کام لیا جاسکتا ہے۔

ا۔ امثال قرآن ہمیشہ کسی فعل یا عقیدہ کی اچھائی یا برائی کو بیان کرنے کیلئے آئی ہیں۔ پس فطری بات ہے کہ جس چیز کی تعبیر و تعریف آیت میں بیان کی گئی ہے وہ الزامی یا استحبابی حکم سے متعلق قرار پاتی ہے اور حکمی وصف پیدا کر لیتی ہے اور مجتہد اپنے اجتہاد اور کوشش سے اس حکم کے استحبابی یا الزامی مقام کو معین کرتا ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ یہ فریضہ احکام خمسہ کے کس درجہ پر ہے؟ اسی طرح قرآن نے اگر کسی کام کی مذمت کی ہے اور اس کے انجام کو برا قرار دیا ہے تو فقیہ اس سے استفادہ کرتا ہے کہ یہ کام خدا کی بارگاہ میں مذموم اور قبیح ہے چاہے یہ قباحت حرمت کی شکل میں ہو یا کراہت کی شکل میں۔

۲۔ در حقیقت امثال قرآن اصول قیاس کا مبنیٰ ہے جس کے ذریعے حکم کا استخراج کیا جاسکتا ہے اور کسی حکم کے موضوع کو واضح کیا جاسکتا ہے۔ یا کسی حکم کی وساطت سے کسی دوسرے حکم کو معین کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ نص کے ذریعے دو حکم یا دو عرضی یا شرعی موضوع کے درمیان برابری و تنظیر برقرار ہوئی ہے۔ یا کسی موضوع کی طرف اشارہ کے ذریعے، اس کا حکم مشخص ہوگیا ہے (۵۰)

اسی وجہ سے صحابہ اور آئمہ اہل بیت کے زمانے اور پھر بزرگ فقہا کے عہد سے یہ مرسوم چلا آرہا ہے کہ امثال قرآن سے حکم کا استفادہ کیا جائے۔ اور فقیہ کے لئے امثال کا جاننا اور سمجھنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

لہٰذا امثال کا مسئلہ دیگر قرآنی پیغامات سے جدا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور دیگر آیات کی مانند فقہی نقطہ نظر رکھتی ہیں۔

حواشی۔

۴۶۔ یہ بحث اپنی جگہ پر مستقل تبصرے کی محتاج ہے کہ کیا آیت کی مستقل عبارات، فقہ میں مورد استنباط قرار دی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

۴۷۔ زرکشی، البرھان فی علوم القرآن۔ ۱/۴۸۶ سیوطی، الاتقان، ۴/۴۴ مجلسی، بحار الانوار ۸۹/۱۱۴ (چاپ بیروت) حدیث ۱۱۴، طوسی، امالی ۱/۳۶۸

۴۸۔ قرآنی دلالتوں کی اقسام کے بارے میں رجوع کریں۔ صالح، محمد ادیب، تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی ج ۱/۶۱، بیروت المکتب الاسلامی طبع سوم، ۱۴۰۷ق

۴۹۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام / ۱۴۳

۵۰۔ اس استدلال سے متعلق رجوع کریں۔ فیاض، محمد جابر الامثال فی القرآن الکریم ۱۳، ۲۶۴، ۲۶۶

☆ ☆ ☆